5اپریل1961

از عدالت الاعظمیٰ

بی۔سبارامانائیڈو
بنام
بی۔سدامانائیڈواوردیگران

(کے سبّاراؤ، راگھوبردیال اور جے آرمدھولکر، جسٹس)

ثالثی۔حکم حوالگی۔اس تاریخ کی وضاحت کرنا ضروری ہے جس کے اندر ایوارڈ دیا جانا ہے۔ ایوارڈ۔جواز۔منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ثالثی ایکٹ، 1940 (10 آف 1940)، دفعات 2 3 (1)،30۔

اپیل میں تعین کے لیے سوالات یہ تھے کہ آیا زیر بحث ایوارڈ غلط تھا،(1) ثالثی ایکٹ، 1940 کی دفعہ 23(1) کے لازمی تقاضے کی تعمیل کرنے میں عدالت کے ناکام ہونے کی وجہ سے، کہ جس وقت کے اندر ایوارڈ دیا جانا ہے، حکم میں اس کی وضاحت کی جانی چاہیے، اور (2) کیا ثالث اپیل گزار کو جائیدادوں میں آدھے سے کم حصہ الاٹ کرنے میں غلطی کر رہا تھا۔

مانا گیا کہ ثالثی ایکٹ، 1940 کی دفعہ 23(1) کے تحت، یہ ضروری ہے کہ ایوارڈ دینے کا وقت طے کیا جائے؛ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جہاں عدالت حوالہ کی ترتیب میں وقت کی وضاحت کرنے سے گریز کرتی ہے اور کارروائی میں کہیں اور ایسا کرتی ہے، تو حوالہ غلط ہے۔نتیجتاً، ایسے معاملے میں جہاں آرڈر آف ریفرنس کے ساتھ پڑھی گئی عدالت کی آرڈر شیٹ میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ ثالث کو مقدمہ ملتوی ہونے کی تاریخ تک اپنا ایوارڈ داخل کرنا تھا، یہ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ دفعہ کی تعمیل نہیں کی گئی تھی۔

راجہ ہرنارائن سنگھ بنام چودھری بھگونت کور(1ایس 91)ایل آر 18 آئی اے55،کا حوالہ دیا گیا ہے۔

مزید کہا گیا کہ ایوارڈ کو اس کے باوجود برا اور" بصورت دیگر غلط" صرف اس وجہ سے نہیں کہا جا سکتا کہ اپیل کنندہ کو اس کے واجب الادا حصے سے کم ملا تھا۔عدالت ثالث کے بہترین فیصلے کی بنیاد پر اس کے نتائج میں مداخلت نہیں کرسکتی جب تک کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ اس نے بے ایمانانہ کام کیا ہے۔

دیوانی اپیل کا عدالتی فیصلہ : 1958 کی دیوانی اپیل نمبر12۔

1949 کے حکم نمبر 54 کے خلاف اپیل میں مدراس ہائی کورٹ کے 6اپریل 1953 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایس ٹی دیسائی اور کے آر چودھری۔

کے این راجگوپال شاستری اور ٹی وی آر تاتاچاری، جواب دہندگان کے لیے نمبر 1 سے 5۔

5اپریل 1961 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس مدھول کر۔ مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے سے خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی اس اپیل میں اپیل کنندہ تین بنیادوں پر کچھ جائیدادوں میں اپنے آدھے حصے کی اپیل کنندہ کی طرف سے تقسیم اور قبضے کی وصولی کے لیے دائر مقدمے میں عدالت کی طرف سے مقرر کردہ ثالث کے ذریعے دیے گئے فیصلے کے جواز کو چیلنج کرتا ہے۔پہلی بنیاد یہ ہے کہ آربٹریشن کا حوالہ خود ہی غلط تھا کیونکہ عدالت آربٹریشن ایکٹ، 1940(10 آف 1940) کی دفعہ23، ذیلی دفعہ(1) کے لازمی تقاضوں کی تعمیل کرنے میں ناکام رہی جس میں اس وقت کی وضاحت کی گئی تھی جس کے اندر ایوارڈ دیا جانا تھا۔دوسری بنیاد یہ ہے کہ عدالت کی طرف سے بعد میں ایوارڈ داخل کرنے کے لیے دیے گئے وقت کی میعاد ختم ہونے کے بعد ثالث کے

ذریعے عدالت میں ایوارڈ دائر کیا گیا تھا۔تیسری بنیاد یہ ہے کہ ثالث نے اپیل کنندہ کو مقدمے کی جائیدادوں میں آدھے سے بھی کم حصہ الاٹ کرنے میں غلطی کی۔ ہماری رائے میں ان میں سے کسی بھی بنیاد میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔

یہ بلاشبہ درست ہے کہ دفعہ 23 کی ذیلی دفعہ (1) کے مطابق کسی تنازعہ کو ثالث کے حوالے کرنے کے حکم میں اس وقت کی وضاحت ہونی چاہیے جس کے اندر ایوارڈ دیا جانا ہے۔ ایوارڈ دینے کے لیے وقت کا تعین ضروری ہے۔ لیکن اس کی پیروی نہیں کی جاتی ہے کہ جہاں عدالت حوالہ کے حکم میں وقت کی وضاحت کرنے سے گریز کرتی ہے لیکن کارروائی میں کہیں اور ایسا کرتی ہے، تو حوالہ خراب ہے۔ راجہ ہرنارائن سنگھ بنام چودھرائن بھگوانت کور اور دیگر ((1891) ایل آر 18 آئی اے 55) میں جو تحت ضابطہ دیوانی، 1882 کے تحت ایک مقدمہ تھا، پریوی کونسل کو دفعہ 508 کی دفعات پر غور کرنا پڑا جو آربٹریشن ایکٹ کی دفعہ 23 (1) سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ دفعہ 508 کی دفعات لازمی اور لازمی ہیں، انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ اگرچہ عدالت کی جانب سے آرڈر آف ریفرنس میں ایوارڈ دینے کے لیے وقت کی وضاحت کرنے میں ناکامی دفعہ کی شرائط کی سختی سے تعمیل نہیں تھی پھر بھی حقیقت یہ ہے کہ عدالت نے کیس کی سماعت کے لیے ایک تاریخ مقرر کی ہے " کافی ہوسکتا ہے۔" وہاں بھی، جیسا کہ یہاں، حوالہ دینے کے بعد عدالت نے بار بار وقت بڑھانے کے احکامات دیے اور ان احکامات میں وہ وقت مقرر کیا جس کے اندر ایوارڈ دیا جانا تھا۔ اس طرح پریوی کونسل کی طرف سے کسی نہ کسی طریقے سے وقت کے تعین پر زور دیا گیا تھا نہ کہ حوالہ کی ترتیب میں واضح طور پر وقت کی وضاحت کرنے کی ضرورت پر۔ یہاں عدالت کی بی فارم ڈائری سے پتہ چلتا ہے کہ تنازعہ 22 جنوری 1948 کو آربٹریشن کے حوالے کیا گیا تھا۔ اس تاریخ کی ڈائری میں اندراج اس طرح ہے: " مقدمے کا موضوع مشترکہ درخواست پر آربٹریشن کے حوالے کیا جاتا ہے۔ 24 فروری 1948 کو کال کریں۔ الفاظ" کال آن" کی تشریح اس معنی میں کی جانی چاہیے کہ ثالث کو اپنا ایوارڈ اس تاریخ تک فائل کرنا تھا جس کے لیے مقدمہ ملتوی ہوا، یعنی 24 فروری 1948۔ ہماری رائے میں اس اندراج کو آرڈر آف ریفرنس کے ساتھ پڑھا جانا چاہیے۔ ان کو ایک ساتھ پڑھنے سے یہ پتہ چلتا کہ حقیقت میں 24 فروری 1948 تک ایوارڈ داخل کرنے کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ حوالہ کی ترتیب میں اس تاریخ کا ذکر کرنے کی محض غلطی نے حوالہ کو خراب نہیں کیا۔

جہاں تک ثالث کی مقررہ وقت کے اندر ایوارڈ فائل کرنے میں ناکامی کا تعلق ہے، معروف وکیل کی دلیل یہ ہے کہ اگرچہ 25 مارچ 1948 کو 23 جون 1948 تک ایوارڈ فائل کرنے کا وقت طے کیا گیا تھا، لیکن اصل میں ایوارڈ 6 جولائی 1948 تک فائل نہیں کیا گیا تھا۔ بی فارم ڈائری کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ 24 فروری 1948 کو کیس 25 مارچ 1948 تک ملتوی کر دیا گیا تھا۔ ڈائری میں تبصرہ " کال آن" ہے اور یہ تبصرہ ملتوی تاریخ کے ذکر سے پہلے ہے۔ ہائی کورٹ نے اس کی تشریح اس معنی میں کی ہے کہ عدالت نے 24 فروری 1948 کو وقت بڑھا کر 25 مارچ 1948 کر دیا تھا۔ 25 مارچ 1948 کی تاریخ کے اندراج میں درج ذیل شامل ہیں :

" مزید وقت درکار تھا۔ فائل ایوارڈ۔۔۔۔ 23-6-1948"۔

تین مزید اندراجات متعلقہ ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

" 23-6-1948 کال آن۔ 28-6-1948

28-6-1948 کال آن۔ 6-7-1948

6-7-1948 ایوارڈ فائل کیا گیا۔ اعتراضات 13-7-1948"۔

ان اندراجات سے یہ واضح ہے کہ عدالت نے تین مواقع پر فیصلہ دائر کرنے کے لیے وقت بڑھایا تھا۔ یہ ایوارڈ دراصل 28 جون 1948 کو تیار ہوا تھا، اور 6 جولائی 1948 کو عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔ اپیل گزار کے وکیل فضل نے دھیرے دھیرے زور دے کر کہا کہ 2 جولائی 1948 کو، یعنی اصل میں ایوارڈ دائر ہونے سے پہلے، اس نے آربٹریشن کو ختم کرنے کے لیے عدالت میں درخواست دی تھی اور اس لیے اس کے بعد ایوارڈ دائر نہیں کیا جا سکا، محض اس قسم کی درخواست حوالہ کو متاثر نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ، ایوارڈ دراصل اس تاریخ سے پہلے دیا گیا تھا اور اس وجہ سے، آربٹریشن کو ختم کرنے کی کوشش، کسی بھی صورت میں، تاخیر کا شکار تھی۔

جہاں تک آخری نکتے کا تعلق ہے، ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ اگرچہ اپیل گزار کو الاٹ کی گئی زمین کا رقبہ مقدمے میں شامل زمین کے کل رقبے کے نصف سے بھی کم ہے، لیکن اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے کہ اس زمین کی قیمت مقدمے میں شامل پوری زمین کے نصف سے بھی کم

ہے۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ریکارڈ پر موجود مواد پر یہ کہنا ممکن نہیں ہوگا کہ اپیل کنندہ کو حقیقت میں جائیداد کے اپنے واجب حصہ سے کم موصول ہوا ہے۔ تاہم، اس کے ایک حصے کی طرف ہم اشارہ کر سکتے ہیں کہ ایکٹ کے دفعہ 30 کے تحت ایوارڈ کو صرف درج ذیل تین بنیادوں پر الگ کیا جا سکتا ہے :

(ا) کہ کسی ثالث یا امپائر نے خود بدسلوکی کی ہے یا کارروائی کی ہے۔

(ب) کہ عدالت کی طرف سے آربٹریشن کو ختم کرنے والے حکم کے جاری ہونے کے بعد یا دفعہ 35 کے تحت آربٹریشن کی کارروائی کالعدم ہونے کے بعد کوئی ایوارڈ دیا گیا ہے۔

(ج) کہ کوئی ایوارڈ غلط طریقے سے حاصل کیا گیا ہے یا دوسری صورت میں غلط ہے۔ واضح طور پر یہ اعتراض نہ تو شق (اے) کے تحت یا شق (بی) کے تحت آتا ہے اور نہ ہی شق (سی) کے پہلے حصے کے تحت آتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ ممکنہ طور پر شق (سی) کے دوسرے حصے میں آسکتا ہے، یعنی یہ کہ آیا ایوارڈ "بصورت دیگر غلط" ہے۔ اعتراض کو اس شق کے اندر لانے کے لیے تعلیم یافتہ وکیل نے دعوی کیا کہ ایوارڈ اس کے چہرے پر برا تھا۔ ہمارے لیے یہ تعریف کرنا مشکل ہے کہ کس طرح ایوارڈ کو اس کے چہرے پر برا کہا جا سکتا ہے۔ جب کسی تنازعہ کو آربٹریشن کے حوالے کیا جاتا ہے، تو ثالث کو اپنے بہترین فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے، یقیناً ایمانداری سے کام کرنا۔ یہاں، اپنے فیصلے میں ثالث نے اپیل کنندہ کو کچھ زمینیں مختص کی ہیں جن کا کل رقبہ مقدمے کی پوری زمین کے نصف سے بھی کم ہے۔ اپیل کنندہ کی دلیل یہ ہے کہ وہ پوری آدھی زمین کا حقدار ہے۔ یہ دلیل ثالث کے سامنے تھی۔ اس کے باوجود انہوں نے یہ ایوارڈ ان شرائط میں بنایا ہے جن میں انہوں نے اسے بنایا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ کوئی تجویز نہیں ہے کہ ثالث نے بے ایمانانہ سلوک کیا۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایوارڈ اس کے چہرے پر برا ہے؟

ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے ہم اس اپیل کو مدمقابل مدعا علیہ کے اخراجات کے ساتھ مسترد کرتے ہیں۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document